ALLAMA IQBAL OPEN UNIVERSITY

AIOU LIBRARY
aioulibrary.com

Name:

Registration No.:

Course Code: 1659

Program: B.Ed

Semester: Autumn 2026

WhatsApp Orders: +92 324 5836626

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

کورس: تدریساتِ اردو(1659) • سطح: بی ایڈ

سمسٹر: خزاں2026

امتحانی مشق نمبر 2 (یونٹ5تا9)

کل نمبر: 100 • رسمائی کے نمبر: 50

حل شدہ اسائنمنٹ گائیڈ

(مطالعہ وحوالہ کے لیے)

AIOU LIBRARY aioulibrary.com

نوٹ: یہ گائیڈ صرف مطالعہ اور حوالے کے مقصد کے لیے تیار کی گئی ہے۔ طلبہ کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ کورس کی کتاب کے متعلقہ یونٹس غور سے پڑھیں، تصورات کو اچھی طرح سمجھیں اور پھر اسائنمنٹ اپنے الفاظ میں لکھیں۔ کسی دوسرے طالب علم کی تحریر یا اس گائیڈ کی ہو بہو نقل کرنا تعلیمی بددیانتی ہے اور یونیورسٹی کی پالیسی کے مطابق کارروائی ہو سکتی ہے۔

سوال نمبر1: سننے اور بولنے کی مہارتوں کی اہمیت اور ان کی نشوونما کی مشقیں اور جماعتی سرگرمیاں (20نمبر)

سوال نمبر1: اردو کی تدریس میں سننے اور بولنے کی مہارتوں کی اہمیت بیان کریں۔ ان مہارتوں کی نشوونما کے لیے موزوں مشقوں اور جماعتی سرگرمیوں کی وضاحت کریں۔

(20)

تعارف

زبان کی چار بنیادی مہارتوں کی ترتیب فطری طور پر یہی ہے: پہلے سننا، پھر بولنا، پھر پڑھنا اور آخر میں لکھنا۔ بچہ زندگی کے پہلے برسوں میں کچھ نہیں پڑھتا، مگر وہ سنتا ہے اور یہی سماعت اس کے پہلے لفظ کی بنیاد بنتی ہے۔ اسکول میں داخل ہونے تک بچے نے ہزاروں جملے سن کر زبان کا پورا نظام لاشعوری طور پر جذب کر لیا ہوتا ہے۔ اس فطری حقیقت کے باوجود ہماری جماعتوں میں سننے اور بولنے کو اکثر سب سے کم وقت ملتا ہے؛ زیادہ تر توجہ پڑھنے اور لکھنے پر مرکوز رہتی ہے اور بولنا محض جواب دینے تک محدود ہو جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بہت سے طلبہ برسوں اردو پڑھنے کے باوجود روانی اور اعتماد سے بول نہیں پاتے اور بات سمجھنے میں گھبراتے ہیں اور انٹرویو یا عملی زندگی میں پیچھے رہ جاتے ہیں۔

اس سوال کے پہلے حصے میں سننے اور بولنے کی مہارتوں کی اہمیت بیان کی جائے گی۔ توجہ سے سننا تمام سیکھنے کی بنیاد ہے، فہم کو درست کرتا ہے اور اچھے شہری و سماجی انسان کی پہچان ہے، جبکہ بولنا شخصیت، اعتماد اور فکری اظہار کا ذریعہ ہے۔ دوسرے حصے میں ان مہارتوں کی نشوونما کے لیے موزوں طریقوں اور جماعتی سرگرمیوں کی وضاحت پیش کی جائے گی: کہانی سنانا سنانا، ہدایات پر عمل، صوتی کھیل، مکالمے، کردار نگاری، مباحثے، تقریریں، انٹرویو اور گروہی پیش کشیں وغیرہ۔ بحث کا مرکزی نکتہ یہ ہے کہ سننا اور بولنا ضمنی سرگرمیاں نہیں بلکہ زبان آموزی کا وہ آغاز ہے جس پر پڑھنے اور لکھنے کی پوری عمارت کھڑی ہوتی ہے۔

سننے کی مہارت کی اہمیت

سننا محض کانوں تک آواز پہنچنے کا نام نہیں؛ توجہ، فہم اور جواب کی تیاری کے ساتھ سننا ایک فعال ذہنی عمل ہے جسے سماعتِ فعال کہتے ہیں۔ اس کی سب سے بڑی اہمیت یہ ہے کہ زبان کا پہلا اور اصل ذریعہ یہی ہے: بچہ سنتا ہے تب بولتا ہے، اور بولتا ہے تب پڑھنے لکھنے کی بنیاد ملتی ہے۔ تلفظ، لہجہ، وقفہ اور جملے کی ساخت بچہ سن کر ہی سیکھتا ہے۔ جماعت میں استاد کی بات، ساتھیوں کے سوالات اور سبق کی وضاحت سن کر سمجھنے کی صلاحیت ہی باقی تمام تعلیم کی کنجی ہے؛ جو طالب علم ہدایت کو دھیان سے سن کر سمجھ لے وہ ہر مضمون میں کم محنت سے زیادہ حاصل کرتا ہے۔ تحقیق سے ثابت ہے کہ تدریسی وقت کا ایک بڑا حصہ سننے میں صرف ہوتا ہے، اس لیے اس مہارت کی کمزوری براہِ راست تعلیمی پسماندگی بن جاتی ہے۔

سننے کی اہمیت کا دوسرا پہلو سماجی و اخلاقی ہے۔ غور سے سننے والا انسان اچھا مکالمہ کرنے والا، صابر اور ہمدرد ہوتا ہے؛ وہ دوسرے کی بات کاٹتا نہیں، مطلب غلط نہیں لیتا اور جواب سوچ کر دیتا ہے۔ اس سے خاندانی و سماجی تعلقات مضبوط ہوتے ہیں اور غلط فہمیاں کم ہوتی ہیں۔ تیسرا پہلو فہم شفاہی کی نشوونما ہے: قصے، تقریریں، خبریں، اعلانات اور ہدایات کو سن کر مرکزی نکتہ پکڑنا، ترتیب یاد رکھنا اور خلاصہ بنانا ایسی صلاحیتیں ہیں جو امتحان اور عملی زندگی دونوں میں کام آتی ہیں۔ چوتھا پہلو یہ ہے کہ سننا ذخیرۂ الفاظ اور زبان کے ڈھانچے کو بغیر کتاب کے وسیع کرتا ہے؛ جو بچہ باقاعدگی سے کہانیاں اور اچھی گفتگو سنتا ہے اس کی زبان خود بہ خود شستہ ہوتی جاتی ہے۔ آج کے دور میں آڈیو کتابیں، ریڈیو، پوڈکاسٹ اور تعلیمی نشریات نے سننے کے مواقع پہلے سے کہیں زیادہ کر دیے ہیں، لہٰذا اس مہارت کی تربیت اور بھی اہم ہو گئی ہے۔

بولنے کی مہارت کی اہمیت

بولنا سننے کا فعال جواب اور انسان کی شخصیت کا ترجمان ہے۔ بولنے کی اہمیت کا پہلا پہلو اظہار کا ہے: انسان اپنے خیالات، ضروریات، مشاہدات اور جذبات کو سب سے فوری اور قدرتی طور پر بول کر ہی پہنچاتا ہے۔ دوسرا پہلو شخصیت اور اعتماد کا ہے؛ جو طالب علم جماعت میں کھڑے ہو کر واضح اور پُراعتماد گفتگو کر لیتا ہے اس کی خود اعتمادی ہر میدان میں بڑھتی ہے، جبکہ بولنے کے خوف میں مبتلا طالب علم قابلیت رکھتے ہوئے بھی پیچھے رہ جاتا ہے۔ تیسرا پہلو فکری ہے: بولتے ہوئے خیال ترتیب پاتا ہے؛ جب طالب علم کو اپنی بات سمجھانا پڑتی ہے تو اس کی اپنی سمجھ بھی گہری ہو جاتی ہے۔ اسی لیے استاد کے لیے طلبہ سے بلوا کر پڑھانا خود سبق کو مضبوط کرنے کا ذریعہ ہے۔

چوتھا پہلو سماجی اور جمہوری ہے: گفتگو، بحث، اختلافِ رائے کی شائستگی، سوال پوچھنا اور دلیل دینا بولنے ہی سے آتا ہے، اور یہی صلاحیتیں اچھے شہری کی بنیاد ہیں۔ پانچواں پہلو پیشہ ورانہ ہے: تدریس، وکالت، صحافت، تجارت، انتظامیہ اور خدمت کے تقریباً ہر شعبے میں انٹرویو اور روزمرہ کارکردگی کا فیصلہ بولنے کی صلاحیت پر ہوتا ہے۔ چھٹا پہلو زبان کی درستگی کا ہے: بولنے کی مشق سے تلفظ درست ہوتا ہے، ذخیرۂ الفاظ فعال استعمال میں آتا ہے اور جملہ سازی خودکار ہو جاتی ہے۔ یاد رہے کہ سننا اور بولنا ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں: اچھا بولنے والا عموماً اچھا سننے والا ہوتا ہے کیونکہ اس نے معیاری زبان سنی ہوتی ہے، اور توجہ سے سننے والا ہی موضوع کے مطابق بول سکتا ہے۔ اس لیے تدریس میں دونوں کو ہمیشہ ساتھ ساتھ پروان چڑھانا چاہیے۔

سننے کی نشوونما کی مشقیں

سننے کی مہارت کی نشوونما کے لیے استاد مختلف سطح کی باقاعدہ مشقیں کرا سکتا ہے۔ پہلی مشق کہانی اور واقعہ سنانا ہے: استاد کہانی سنائے اور بعد میں ترتیب وار سوالات کرے، جیسے پہلے کیا ہوا، پھر کیا ہوا اور انجام کیا تھا۔ دوسری مشق ہدایت پر عمل ہے: 'اپنی کاپی نکالو، تیسرا صفحہ کھولو، پہلی سطر کے نیچے خط کھینچو' جیسی بتدریج پیچیدہ ہدایات پر عمل کرانا سماعت کی توجہ کو پرکھتا اور بڑھاتا ہے۔ تیسری مشق صوت شناسی کے کھیل ہیں، مثلاً ہم آواز الفاظ میں فرق بتانا، جملے میں مخصوص لفظ سنتے ہی تالی بجانا، اور کہے گئے الفاظ کی تعداد یا ترتیب بتانا۔ چوتھی مشق سنا ہوا خلاصہ ہے: چھوٹا سا پیراگراف یا خبر سنا کر طلبہ سے اپنے الفاظ میں دہرانے کو کہنا۔ پانچویں مشق سن کر نقشہ یا جدول مکمل کرنا ہے، جس میں طالب علم سنتے ہوئے خالی جگہیں بھرتا ہے یا تصویر میں راستہ بناتا ہے۔

چھٹی مشق منظوم سماعت ہے: نظم یا ترانہ سنوا کر اس کا لہجہ، موضوع اور پسندیدہ مصرع بتانا۔ ساتویں مشق آڈیو مواد سے استفادہ ہے؛ جہاں سہولت ہو وہاں قصے، مکالمے اور تقریریں سنوا کر ان پر سوال کیے جائیں۔ استاد کو دو باتوں کا خاص خیال رکھنا چاہیے: ایک یہ کہ سنائی جانے والی آواز واضح ہو، رفتار طلبہ کی سطح کے مطابق ہو اور مواد اتنا لمبا ہو کہ توجہ برقرار رہے، اتنا طویل نہیں کہ اکتاہٹ پیدا ہو۔ دوسرا یہ کہ سننے کا کوئی واضح مقصد پہلے سے بتا دیا جائے، جیسے 'کہانی سن کر بتانا ہے کہ چرواہے نے کیا غلطی کی'، کیونکہ مقصد کے ساتھ سنا گیا مواد ذہن میں بیٹھتا ہے۔ ماحول پرسکون ہو اور سننے کے دوران رکاوٹ کم سے کم ہو۔ یہ مشقیں اگر ہفتے کی باقاعدہ سرگرمی بن جائیں تو چند مہینوں میں طلبہ کی سماعتی توجہ میں نمایاں بہتری آ جاتی ہے۔

بولنے کی نشوونما کی جماعتی سرگرمیاں

بولنے کی مہارت کے لیے سرگرمیوں کا اصول یہ ہے کہ حقیقی بولنے کا موقع، محفوظ ماحول اور مقصد کے ساتھ گفتگو فراہم کی جائے۔ پہلی سرگرمی سوال و جواب اور روزمرہ گفتگو ہے؛ پیریڈ کی ابتدا میں دو چار منٹ موسم، خبر یا کسی تجربے پر غیر رسمی بات چیت زبان کو گرم کرتی ہے۔ دوسری سرگرمی تصویری بیان ہے: تصویر دکھا کر 'کیا نظر آ رہا ہے، کیا ہو رہا ہو گا، آگے کیا ہو سکتا ہے' بلوایا جائے۔ تیسری سرگرمی کہانی گوئی ہے: طالب علم سنی ہوئی کہانی اپنے الفاظ میں سنائے، آدھی کہانی مکمل کرے یا تصویر دیکھ کر کہانی

بُنے۔ چوتھی سرگرمی کردار نگاری اور مکالمہ ہے: دکاندار و گاہک، استاد و شاگرد، ڈاکٹر و مریض، مسافر و کنڈکٹر جیسے کرداروں سے طلبہ موقع محل کی زبان سیکھتے ہیں۔ پانچویں سرگرمی چھوٹی تقریر ہے: پہلے تیار شدہ دو منٹ کی تقریر، پھر بے ساختہ (امپامپٹو) گفتگو، جیسے قرعہ اندازی سے موضوع ملے اور ایک منٹ بولنا ہو۔

چھٹی سرگرمی مباحثہ اور گروہی بحث ہے، جس میں ہر گروہ کو موضوع کے حق یا مخالفت میں دلائل تیار کرنے ہوتے ہیں؛ اس سے دلیل، شائستگی اور بات سن کر جواب دینے کی تربیت ہوتی ہے۔ ساتویں سرگرمی انٹرویو اور رپورٹنگ ہے: طلبہ کسی شخصیت، ساتھی طالب علم یا اسکول عملے کا انٹرویو لیں اور جماعت کو رپورٹ پیش کریں۔ آٹھویں سرگرمی پیش کش ہے، جس میں پروجیکٹ یا بنایا گیا چارٹ سامنے رکھ کر بولنا پڑتا ہے۔ ہر مرحلے کے لیے ترتیب تدریجی ہو: پہلے جوڑی میں، پھر چھوٹے گروپ میں، پھر پوری جماعت میں۔ استاد بولنے کی جانچ میں روانی، اعتماد، مناسب الفاظ اور موضوع سے تعلق دیکھے، ہر معمولی قاعدی غلطی پر ٹوکنا ترک کرے تاکہ بہاؤ نہ ٹوٹے؛ اصلاح سرگرمی کے بعد نرمی سے کرے۔ جب بولنا مذاق اور سزا سے پاک مشغلہ بن جائے تو پوری جماعت زبان سیکھنے میں شریک ہو جاتی ہے۔

خلاصہ

خلاصہ یہ کہ سننا اور بولنا اردو کی تدریس کی بنیاد اور زبان آموزی کا فطری آغاز ہیں۔ سننا درست زبان، تلفظ اور فہم کا خزانہ فراہم کرتا ہے اور فعال سماعت طالب علم کو ہر مضمون میں کامیابی دیتی ہے، جبکہ بولنا اظہار، اعتماد، شخصیت اور پیشہ ورانہ کامیابی کا ذریعہ ہے۔ دونوں مہارتیں ایک دوسرے کو غذا دیتی ہیں، اس لیے انہیں الگ الگ نہیں، جوڑ کر سکھانا چاہیے۔ کہانی سنانا، ہدایات پر عمل، صوتی کھیل، سنا ہوا خلاصہ جیسی سماعتی مشقیں اور تصویری بیان، کردار نگاری، کہانی گوئی، تقریر، مباحثہ، انٹرویو اور پیش کش جیسی بولی سرگرمیاں وہ ذرائع ہیں جن سے استاد یہ مہارتیں باقاعدہ پروان چڑھا سکتا ہے۔ شرط اتنی ہے کہ ہر طالب علم کو سننے بولنے کا موقع ملے، ماحول خوف سے پاک ہو اور اصلاح حوصلہ افزائی کے لہجے میں ہو۔ جس جماعت میں یہ نظم قائم ہو جائے وہاں پڑھنا اور لکھنا بھی سہل اور تیز رفتار ہو جاتا ہے، کیونکہ منزل کی بنیاد مضبوط رکھی جا چکی ہوتی ہے۔

سوال نمبر 2: بلند خوانی اور خاموش مطالعہ کے طریقے اور پڑھنے کی رفتار، درستگی اور فہم بہتر بنانے کے اقدامات (20 نمبر)

سوال نمبر 2: اردو پڑھانے میں بلند خوانی اور خاموش مطالعے کے طریقوں کی وضاحت کریں۔ طلبہ کی پڑھنے کی رفتار، درستگی اور فہم بہتر بنانے کے لیے استاد کیا اقدامات کر سکتا ہے؟ (20)

تعارف

پڑھنا سکھانے کے دو بڑے ذریعے بلند خوانی اور خاموش مطالعہ ہیں، اور اکثر لوگ ان دونوں کو ایک ہی چیز سمجھ بیٹھتے ہیں، حالانکہ ان کے مقاصد، مراحل اور دائرۂ کار جدا ہیں۔ بلند خوانی میں طالب علم آواز کے ساتھ، درست تلفظ، مناسب لہجے اور وقفے رعایت کر کے پڑھتا ہے؛ یہ پڑھنے کی ابتدا بھی ہے اور اس کی جانچ کا آسان ترین ذریعہ بھی۔ خاموش مطالعے میں آنکھیں متن پر چلتی ہیں، آواز نہیں نکلتی اور سارا زور مفہوم کو رفتار کے ساتھ حاصل کرنے پر ہوتا ہے۔ بالغ قاری کی اصل زندگی کا پڑھنا تقریباً سارا خاموش ہی ہوتا ہے۔ اچھا استاد دونوں کو ان کی جگہ پر استعمال کرتا ہے: ابتدائی جماعتوں اور نئے سبق میں بلند خوانی پر زور، اور پختہ رفتار و فہم کے لیے بتدریج خاموش مطالعے کی طرف منتقلی۔

اس سوال کے پہلے حصے میں دونوں طریقوں کی تفصیل، ان کے مراحل اور باہمی فرق واضح کیا جائے گا۔ دوسرے حصے میں بتایا جائے گا کہ استاد طلبہ کی پڑھنے کی رفتار، درستگی اور فہم کو بہتر بنانے کے لیے کیا عملی اقدامات کر سکتا ہے۔ یہ تینوں خوبیاں ایک دوسرے سے گہرا تعلق رکھتی ہیں: جب درستگی آتی ہے تو رفتار خود بڑھتی ہے، اور جب رفتار مناسب ہوتی ہے تو ذہن کو فہم کے لیے فرصت ملتی ہے۔ اس کے برعکس اگر استاد صرف رفتار کے پیچھے دوڑے تو درستگی اور فہم قربان ہو جاتے ہیں اور صرف درستگی پر اٹکے تو پڑھنا بوجھ بن جاتا ہے۔ توازن ہی اس تدریس کا اصل ہنر ہے۔

بلند خوانی کا طریقہ، مراحل اور فوائد

بلند خوانی کے تدریسی مراحل عام طور پر یہ ہوتے ہیں: پہلے استاد خود نمونہ خوانی کرتا ہے، یعنی سبق کا منتخب حصہ درست تلفظ، مناسب رفتار، وقفوں کی رعایت، علاماتِ اوقاف کے لحاظ اور جذباتی لہجے کے ساتھ پڑھ کر سناتا ہے۔ اس نمونے سے طلبہ کو پیمانہ مل جاتا ہے کہ پڑھنا کہلائے تو کسے کہتے ہیں۔ اس کے بعد تقلیدی خوانی ہوتی ہے، جس میں طلبہ استاد کے پیچھے اسی انداز میں پڑھتے ہیں؛ یہ اجتماعی بھی ہو سکتی ہے جیسے ڈگروپ میں بھی اور انفرادی بھی۔ اس کے بعد انفرادی بلند خوانی آتی ہے، جس میں ہر طالب علم کچھ سطور پڑھتا ہے اور استاد اس کی غلطیوں کو نوٹ کر کے نرمی سے درست کرتا ہے۔ آخر میں مشکل الفاظ کی وضاحت، تلفظ کی مشق اور فہم کے مختصر سوالات سے سبق مکمل ہوتا ہے۔ نظم کی بلند خوانی میں ترنم اور لے کا خاص خیال رکھا جاتا ہے، جبکہ مکالماتی اسباق ڈرامائی انداز میں کرداروں کی آوازوں کے ساتھ پڑھے جائیں تو قاری اور سننے والے دونوں لطف اٹھاتے ہیں۔

بلند خوانی کے فوائد نمایاں ہیں۔ اس سے تلفظ اور لہجہ درست ہوتا ہے، پڑھنے کا اعتماد پیدا ہوتا ہے، استاد کو ہر طالب علم کی درستگی اور کمزوری کا فوری پتا چل جاتا ہے اور اجتماعی خوانی سے جماعت میں ہم آہنگی آتی ہے۔ اس کی حدود بھی ذہن میں رہیں: بڑی جماعت میں ہر طالب علم کو روزانہ انفرادی موقع نہیں مل سکتا، غلطی پر بار بار ٹوکنے سے کمزور قاری کا حوصلہ ٹوٹ سکتا ہے اور بڑی جماعتوں میں صوتی انتشار پیدا ہو سکتا ہے۔ اس لیے استاد کو بلند خوانی کو گھومتی ترتیب سے چلانا چاہیے، یعنی ہر روز کچھ طلبہ انفرادی پڑھیں، تلفظ کی عام غلطیاں پیریڈ کے آخر میں اجتماعی طور پر درست کی جائیں اور کسی بچے کی خوانی پر ہنسی کی اجازت ہرگز نہ دی جائے۔ یہ بھی اہم ہے کہ بلند خوانی کا دورانیہ سطح کے مطابق ہو؛ ابتدائی جماعتوں میں یہ تدریس کا مرکزی حصہ ہے، بعد کی جماعتوں میں یہ بتدریج کم اور خاموش مطالعہ زیادہ ہوتا جاتا ہے۔

خاموش مطالعے کا طریقہ، مراحل اور فوائد

خاموش مطالعے سے مراد آواز نکالے، لب ہلائے اور انگلی پھیرے بغیر صرف آنکھوں اور ذہن سے متن پڑھنا اور سمجھنا ہے۔ اس کے استاد کی رہنمائی میں یہ مراحل مفید ہیں: پہلے مطالعے کا مقصد متعین کیا جائے، مثلاً 'تین منٹ میں یہ پیراگراف پڑھ کر بتانا ہے کہ مصنف نے بارش کے موسم کی کیا تصویر کھینچی ہے'۔ مقصدی مطالعہ آنکھ کو تیز اور ذہن

کو مرکوز رکھتا ہے۔ پھر خاموش پڑھنے کا مناسب وقت دیا جائے؛ رفتار کا اندازہ رکھنے کے لیے استاد گھڑی دیکھ کر ابتدا اور اختتام نوٹ کر سکتا ہے۔ بعد میں فہم کے سوالات، خلاصہ یا جدول مکمل کرنے کی سرگرمی سے پرکھا جائے کہ مطالعہ صرف نظری نہیں تھا بلکہ ذہنی بھی تھا۔ نئی سطح کے متن میں استاد پہلے مشکل الفاظ کا تعارف کرا دے تاکہ خاموش مطالعہ اٹک اٹک کر رکے نہیں۔

خاموش مطالعے کے فوائد یہ ہیں کہ اس میں ہر طالب علم اپنی رفتار سے پڑھتا ہے، پورا پیریڈ بہت سا متن طے ہو جاتا ہے، فہم کی گہرائی بڑھتی ہے، لائبریری اور زندگی بھر کے مطالعے کی بنیادی عادت بنتی ہے اور جماعت میں ایسا سکون قائم رہتا ہے کہ توجہ برقرار رہتی ہے۔ اس کی دشواری یہ ہے کہ استاد براہِ راست نہیں سن سکتا کہ کون درست پڑھ رہا ہے اور کون صرف صفحے دیکھ رہا ہے؛ اس لیے خاموش مطالعے کے ساتھ فہم کی جانچ لازماً جوڑی جائے۔ بعض طلبہ ابتدا میں ہونٹ ہلانے، آہستہ سرگوشی کرنے اور سطر پر انگلی دوڑانے کی عادت لیے ہوتے ہیں؛ استاد نرمی سے متوجہ کر کے انہیں اصل خاموش مطالعے کی طرف لائے، یوں کہ وہ عادت میں رفتار کو محدود کر دیتی ہیں۔ ہمارے مقصد کے لحاظ سے آخری منزل یہی ہے کہ طالب علم خود مطالعے کے ذریعے زندگی بھر سیکھنے کے قابل ہو جائے۔

جدول 1: بلند خوانی اور خاموش مطالعے کا موازنہ

پہلو	بلند خوانی	خاموش مطالعہ
طریقِ کار	آواز کے ساتھ، لہجے اور وقفے کی رعایت کے ساتھ پڑھنا	بغیر آواز، صرف آنکھوں سے پڑھنا
اصل مقصد	تلفظ، درستگی، لہجہ اور اعتماد	رفتار کے ساتھ فہم اور خود مطالعہ
استاد کی جانچ	براہِ راست سن کر فوری	سوالات، خلاصے اور کام سے
مناسب سطح	ابتدائی جماعتیں، نیا سبق، نظم و مکالمہ	درمیانی و اعلیٰ جماعتیں، طویل متن

رفتار	نسبتاً سست	نسبتاً تیز
کمزوری / حد	وقت زیادہ لگتا ہے، ہر ایک کو روز موقع نہیں ملتا	غیر حاضر ذہنی کا پتا جانچ کے بغیر نہیں چلتا

رفتار اور درستگی بہتر بنانے کے اقدامات

اب دوسرا حصہ: رفتار، درستگی اور فہم بہتر بنانے کے اقدامات۔ درستگی کے لیے پہلا قدم الفاظ کی پہچان کی خودکاری ہے۔ جو بچہ لفظ دیکھ کر رک رک کر اس کے ہجے جوڑتا ہے اس کی رفتار اور فہم دونوں متاثر ہوتی ہیں۔ اس کے لیے عام استعمال ہونے والے الفاظ کی تصویری اور فلیش کارڈ مشق، الفاظ کی خاندانی تقسیم (ایک جیسے انجام والے الفاظ) اور بار بار سامنا آنے والے متن کی مکرر خوانی مفید ہے۔ دوسرا اقدام درجہ بند متن فراہم کرنا ہے: قاری کی سطح سے تھوڑا آسان متن روانی کے لیے اور برابر کا متن نئی تعلیم کے لیے۔ تیسرا اقدام نمونہ و تقلید کی تسلسلی مشق ہے، جس میں طالب علم استاد یا آڈیو کے ساتھ ساتھ پڑھتا ہے۔ چوتھا اقدام اجتماعی تلفظ کی اصلاحی فہرست ہے: جماعت کی عام غلطیوں کی فہرست بنا کر ان پر مختصر روزانہ مشق۔

رفتار بہتر بنانے کے لیے پہلا اقدام وقت ناپ کر پڑھنا اور اپنی پیش رفت کا ریکارڈ رکھنا ہے؛ طالب علم جب دیکھتا ہے کہ پچھلے ہفتے ایک منٹ میں نوے الفاظ پڑھتا تھا اور اب ایک سو دس پڑھتا ہے تو اسے حوصلہ ملتا ہے۔ دوسرا اقدام وسیع مطالعہ ہے، یعنی دلچسپ اور آسان کتابوں و رسائل کی کثرت سے خوانی، کیونکہ رفتار مطالعے کی مقدار سے آتی ہے، صرف ہدایات سے نہیں۔ تیسرا اقدام اٹکاؤ پیدا کرنے والی عادتوں کی اصلاح ہے: لفظ بہ لفظ رکنا، پیچھے لوٹ کر دوبارہ پڑھنا اور ہونٹ ہلانا۔ چوتھا اقدام چھوٹے اور بار بار مطالعے والے شیڈول کی حوصلہ افزائی ہے؛ گھر کے لیے پندرہ منٹ کا روزانہ دلچسپ مطالعہ مقرر کرنا رفتار کو قدرتی طور پر بڑھا دیتا ہے۔ ایک احتیاط لازم ہے: رفتار کا مطلوب معیار فہم کے تابع ہے۔ تیز پڑھنا مگر کچھ سمجھ نہ آنا رفتار نہیں، ناکامی ہے۔ پس استاد ہر رفتار کی جانچ کے ساتھ دو چار فہم کے سوالات ضرور جوڑے۔

AIOU LIBRARY aioulibrary.com

فہم بہتر بنانے کے اقدامات

فہم بہتر بنانے کا پہلا اقدام پڑھنے سے پہلے کی تیاری ہے: عنوان پر گفتگو، تصویر کا مشاہدہ، سابقہ علم کی جگانے والی بات چیت اور پیش گوئی۔ اس سے متن ذہن میں جڑتا ہے۔ دوسرا اقدام مطالعے کے دوران رہنمائی ہے: پیراگراف ادا کر کر سوال کرنا، مشکل جملے کو سادہ الفاظ میں دہرانا اور سیاق و سباق سے معنی نکالنے کی مشق۔ تیسرا اقدام الفاظ کی منصوبہ بند ترقی ہے: متن سے پہلے اہم الفاظ کا مفہوم اور استعمال، مگر اس سے زیادہ نہیں کہ مطالعہ ہی رہ جائے۔ چوتھا اقدام خلاصہ سازی اور تنظیم کی مہارتیں سکھانا ہے: مرکزی خیال پکڑنا، واقعات کی ترتیب، سبب و نتیجہ کا جدول، کردار و مقام کا خاکہ۔ یہ تنظیمیں فہم کو نظر آنے والی صورت دیتی ہیں اور کمزور طلبہ کو خاص طور پر سہارا دیتی ہیں۔

پانچواں اقدام سوالوں کی سطح کی تدریج ہے: یاد دہانی کے سوالات سے شروع کر کے مطلب نکالنے، موازنے، رائے دینے اور متن کو نئی صورت پر لاگو کرنے کے سوالات تک۔ چھٹا اقدام باقاعدہ گفتگو اور ہم جماعت تبادلہ ہے، کیونکہ جو بات بول کر بتانی پڑے اس کی سمجھ پختہ ہوتی ہے۔ ساتواں اقدام پڑھے گئے متن کو طالب علم کی زندگی اور تجربے سے جوڑنا ہے؛ جب طالب علم کہے کہ 'یہ واقعہ مجھے اپنے گاؤں کی یاد دلاتا ہے' تو وہ متن کا مالک بن جاتا ہے۔ آٹھواں اقدام مسلسل جانچ اور واپسی فیڈبیک ہے: استاد چھوٹی چھوٹی کامیابیاں نوٹ کرے، مخصوص کمزوری کی نشاندہی کرے اور اگلے ہفتے کی مشق اسی کمزوری پر مقرر کرے۔ اسی چکر سے قاری کی پروفائل بنتی ہے اور تدریس اندازے کے بجائے ثبوت پر چلتی ہے۔ بالآخر استاد خود اچھا قاری بن کر دکھائے: کتاب سے محبت، حوالہ دینے کی عادت اور مطالعے کی گھڑی کی پابندی طلبہ کے لیے سب سے بڑی ترغیب ہے۔

خلاصہ

خلاصہ یہ کہ بلند خوانی اور خاموش مطالعہ پڑھانے کے دو تکمیلی طریقے ہیں، حریف نہیں۔ بلند خوانی تلفظ، لہجہ، درستگی اور اعتماد کی تربیت دیتی ہے اور استاد کو براہِ راست جانچ کا موقع فراہم کرتی ہے، جبکہ خاموش مطالعہ رفتار اور فہم کے ساتھ خود مطالعے کی منزل ہے۔ استاد کی منصوبہ بندی میں دونوں کا تناسب طلبہ کی سطح کے ساتھ بدلتا رہنا چاہیے۔ رفتار، درستگی اور فہم کی بہتری کوئی اتفاق نہیں؛ اس کے لیے الفاظ کی خودکار پہچان، درجہ بند متن، مکرر و وسیع خوانی، وقت ناپ کر پیش رفت کا ریکارڈ، تلفظ کی اجتماعی اصلاح،

پڑھنے سے پہلے و دوران و بعد کی فہم ساز سرگرمیاں اور مسلسل فیڈ بیک جیسے باقاعدہ اقدامات درکار ہیں۔ جب یہ نظام چل پڑے تو طالب علم محض الفاظ پڑھنے والا نہیں رہتا بلکہ معنی کا متلاشی قاری بن جاتا ہے، اور یہی تبدیلی اردو کی تدریس کی اصل فتح ہے۔

سوال نمبر 3: اردو تحریر اور املا کی تدریس کے بنیادی اصول اور تحریری صلاحیت و درست املا بہتر بنانے کی مشقیں (20 نمبر)

سوال نمبر 3: اردو تحریر اور املا کی تدریس کے بنیادی اصول بیان کریں۔ طلبہ کی تحریری صلاحیت اور درست املا بہتر بنانے کے لیے مختلف مشقوں کی وضاحت کریں۔ (20)

تعارف

لکھنا زبان کی چار مہارتوں میں سب سے آخری اور پیچیدہ مہارت ہے، کیونکہ اس میں خیال کی تنظیم، الفاظ کا انتخاب، جملے کی ساخت، قواعد، املا، اوقاف اور خط سب کو ایک ساتھ نبھانا پڑتا ہے۔ سننے اور بولنے میں سننے والا سامنے ہوتا ہے اور غلط فہمی اسی وقت دور ہو جاتی ہے، مگر تحریر میں قاری غائب ہوتا ہے؛ جو کچھ لکھ دیا وہی حتمی پیغام ہے۔ اسی لیے تحریری صلاحیت طالب علم کی علمی پختگی کا سب سے قابلِ اعتماد ثبوت سمجھی جاتی ہے اور امتحانات، ملازمتوں اور دفتری زندگی میں فیصلے اسی پر ہوتے ہیں۔ افسوس کی بات ہے کہ بہت سے طلبہ برسوں پڑھنے کے باوجود صاف جملہ، مہذب خط اور درست املا میں کمزور رہتے ہیں، اور اس کمزوری کی جڑ اکثر تدریس کے اصولوں کی عدم پابندی ہوتی ہے۔

اس سوال کے پہلے حصے میں اردو تحریر اور املا کی تدریس کے بنیادی اصول بیان کیے جائیں گے۔ یہ اصول تحریر کو ایک مرحلہ وار عمل سمجھنے، تدریج و ارتقا، نمونے اور مشق، خیال کو شکل پر ترجیح اور اصلاح کو حوصلہ افزائی کے ساتھ جوڑنے پر زور دیتے ہیں۔ دوسرے حصے میں طلبہ کی تحریری صلاحیت اور درست املا بہتر بنانے کی مختلف مشقوں کی وضاحت پیش کی جائے گی: خوش خطی، نقل نویسی، املا، جملہ سازی، پیراگراف، خاکہ سازی، کہانی سازی، خط و مضمون نویسی اور نظر ثانی کی مشقیں۔ مقصد یہ دکھانا ہے کہ تحریر وراثت میں ملنے والی صلاحیت نہیں، باقاعدہ اصولوں اور مسلسل مشق سے بننے والی مہارت ہے جو ہر طالب علم حاصل کر سکتا ہے۔

تحریر کی تدریس کے بنیادی اصول

تحریر کی تدریس کا پہلا اصول تدریج ہے۔ لکھنا اس ترتیب سے سکھایا جائے: پہلے حرف و لفظ کی درست شکل و جوڑ، پھر جملہ، پھر پیراگراف، پھر منظم مکمل تحریر۔ اگلا مرحلہ پچھلے کی مضبوطی پر کھڑا ہوتا ہے؛ جو طالب علم سادہ جملہ درست نہیں بنا سکتا اس سے مضمون کی توقع رکھنا ترتیب کی خلاف ورزی ہے۔ دوسرا اصول تحریر کو عمل (پروسیس) سمجھنا ہے: سوچ و خاکہ، مسودہ، نظرِ ثانی، ترمیم اور حتمی تحریر۔ اچھے لکھاری بھی پہلے مسودے میں غلطیاں کرتے ہیں؛ طالب علم کو بھی یہ مراحل سکھا کر تحریر کے خوف سے آزاد کیا جائے۔ تیسرا اصول نمونہ و رہنمائی کا ہے: استاد اچھی تحریر کے نمونے پڑھ کر سنائے، اجزا کی نشاندہی کرے اور خود جماعت کے سامنے بلا مقصد نہیں بلکہ سوچ کر لکھ کر دکھائے کہ خیال کاغذ پر کیسے اترتا ہے۔

چوتھا اصول خیال اور شکل کے توازن کا ہے۔ ابتدا میں طالب علم کے خیال، ترتیب اور مواد کو سراہا جائے، املا و خط کی اصلاح بعد میں بتدریج سخت کی جائے؛ اگر ہر غلطی پر سرخ قلم چلتا رہے تو طالب علم لکھنے سے ہی گھبرانے لگتا ہے اور مختصر لکھ کر جان چھڑاتا ہے۔ پانچواں اصول مقصد و قاری کی آگاہی کا ہے: لکھنے سے پہلے طالب علم کو معلوم ہو کہ وہ کس کے لیے اور کیوں لکھ رہا ہے — دوست کو خط، ہیڈ ماسٹر کو درخواست یا رسالے کے لیے کہانی — کیونکہ مقصد ہی لہجہ اور انداز طے کرتا ہے۔ چھٹا اصول باقاعدگی ہے: تحریر ہفتہ وار خاص سرگرمی نہیں بلکہ مختصر مگر مسلسل مشق ہے۔ ساتواں اصول فیڈبیک کی نوعیت کا ہے: اصلاح مخصوص اور قابلِ عمل ہو، جیسے 'اس پیراگراف میں موضوعی جملہ واضح نہیں'، محض 'کمزور کوشش' جیسے مبہم الفاظ سیکھنے میں مدد نہیں دیتے۔

املا کی تدریس کے بنیادی اصول

املا سے مراد الفاظ کو ان کے مسلمہ اور معیاری صورت میں لکھنا ہے۔ اردو املا کی مشکلات اپنی مخصوص نوعیت کی ہیں: ہم آواز حروف (س، ث، ص؛ ز، ذ، ض، ظ؛ ت، ط؛ ح، ہ) جن کا فرق سماعت سے نہیں پتا چلتا؛ عربی و فارسی الفاظ کی اصل صورتوں کا لحاظ؛ ہمزہ کی مختلف صورتیں؛ نون غنہ اور غنہ کا بیان؛ الف مقصورہ اور یائے معروف و مجہول؛ تنوین اور اضافت؛ اور بڑی یے و چھوٹی یے کا استعمال۔ املا کی تدریس کا پہلا اصول یہ ہے کہ املا کو رٹے کے بجائے فہم اور لفظ شناسی سے جوڑا جائے: جہاں ممکن ہو لفظ کی اصل اور

خاندان بتایا جائے، مثلاً 'علم' سے 'عالم، تعلیم، معلوم' کا سلسلہ سمجھانے سے ایک قاعدہ کئی الفاظ کو سمیٹ لیتا ہے۔ دوسرا اصول یہ ہے کہ املا سن کر لکھنے سے پہلے دیکھ کر اور پڑھ کر بھی آئے؛ زیادہ پڑھنے والوں کا املا خود بہتر ہوتا ہے کیونکہ لفظ کی صورت آنکھ میں بیٹھی ہوتی ہے۔

تیسرا اصول غلطیوں کی درجہ بندی ہے۔ استاد جماعت کی املا کی غلطیوں کا ریکارڈ رکھے: کون سی غلطیاں اکثر طلبہ کرتے ہیں اور کون سی کسی فرد کی انفرادی ہیں۔ عمومی غلطیوں پر جماعت گیر مشق ہو اور انفرادی پر علیحدہ توجہ۔ چوتھا اصول یہ ہے کہ صرف مشکل یا عام غلطی والے الفاظ کی فہرستیں بنائی جائیں، ساری لغت رٹوانا وقت کی تباہی ہے۔ پانچواں اصول یہ ہے کہ املا کی جانچ کے ساتھ اصلاح اور دوبارہ مشق لازم ہو؛ غلط لکھا ہوا لفظ پانچ مرتبہ درست لکھنے کے بجائے جملے میں استعمال کر کے لکھنا زیادہ پائیدار ثابت ہوتا ہے۔ چھٹا اصول یہ ہے کہ املا کی رفتار بتدریج بڑھائی جائے: پہلے دیکھ کر نقل، پھر سن کر آہستہ املا، پھر قدرتی رفتار سے سن کر لکھنا۔ ساتواں اصول یہ ہے کہ ہر مضمون کی تحریر میں املا کا خیال رہے، فقط اردو کی کاپی میں نہیں؛ اگر سائنس کی کاپی کی املا غلطیوں کو نظر انداز کیا جائے تو بچہ املا کو مضمون سے نہیں بلکہ کاپی سے وابستہ سمجھے گا۔

تحریری صلاحیت بہتر بنانے کی مشقیں

تحریری صلاحیت کی مشقوں کو سادہ سے پیچیدہ کی ترتیب میں پیش کیا جاتا ہے۔ پہلی مشق نقل نویسی اور خوش خطی ہے: نمونہ تحریر دیکھ کر صاف اور متناسب خط میں لکھنا، حروف کے جوڑ، سطر کی رعایت اور حاشیے کا خیال رکھنا۔ چھوٹی جماعتوں کے لیے یہ بنیاد ہے، بڑی جماعتوں میں بھی اچھا خط تحریر کی پذیرائی بڑھاتا ہے۔ دوسری مشق رہنمائی یافتہ تحریر ہے، جس میں استاد سانچہ دیتا ہے: آدھا لکھا ہوا پیراگراف مکمل کرنا، دیے گئے الفاظ سے جملے بنانا، جملوں کو درست ترتیب میں لگا کر پیراگراف بنانا، اور ایک پیراگراف کو اپنے الفاظ میں دوبارہ لکھنا۔ تیسرا مرحلہ آزاد مگر معاون تحریر ہے: تصویر دیکھ کر کہانی لکھنا، واقعے کی روداد، مکالمہ نویسی، خط و درخواست، روزنامچہ اور کتاب کی سادہ رپورٹ۔

چوتھی مشق خاکہ سازی و دماغی نقشے کی ہے: کسی بھی مضمون سے پہلے مرکز میں موضوع اور گرد شاخوں پر نکات لکھنا، پھر نکات کو ترتیب دینا۔ یہ مشق تحریر کی سب سے بڑی بیماری، بے ترتیبی، کا علاج ہے۔ پانچویں مشق ہم جماعت جائزہ و نظر ثانی ہے: طلبہ جوڑیوں میں اپنی تحریر ایک دوسرے کو پڑھائیں، تین خوبیاں اور ایک بہتری کی بات بتائیں، پھر دوسرا مسودہ لکھیں۔ اس سے قاری کا احساس اور ترمیم کی عادت پیدا ہوتی ہے۔ چھٹی مشق فوری مختصر تحریر ہے: پانچ منٹ میں موضوع پر بغیر رکے لکھنا (فری رائٹنگ)

ذہن کی جکڑن توڑتی ہے۔ ساتویں مشق اشاعت و پذیرائی ہے: اچھی تحریروں کو جماعت کے بورڈ، سکول رسالے یا بزمِ ادب میں شامل کرنا لکھنے کی سب سے بڑی ترغیب ہے۔ استاد تحریر چنتے وقت مختلف طلبہ کو موقع دے اور معیار صرف بہترین تحریر نہ رکھے بلکہ کوشش اور پیش رفت بھی سراہے۔

املا بہتر بنانے کی مشقیں

املا کی مشقوں کا آغاز سمعی و بصری دونوں راستوں سے ہونا چاہیے۔ پہلی مشق دیکھ کر درست لکھنا ہے، جس میں مشکل لفظ تختے پر واضح لکھ کر اس کے حصے اور خاص حرف کی نشاندہی کی جاتی ہے، طلبہ دیکھ کر لکھتے اور پھر بند کر کے لکھتے ہیں۔ دوسری مشق سن کر املا ہے: استاد الفاظ اور پھر جملے پڑھ کر سنائے، طلبہ لکھیں، پھر اسی وقت خود جانچ (صحیح صورت تختے پر دیکھ کر اپنی غلطی خود درست کرنا) کی عادت ڈالی جائے۔ خود درستی سے سیکھنا پائیدار ہوتا ہے اور استاد کا بوجھ بھی کم ہوتا ہے۔ تیسری مشق ہم آواز الفاظ کی تقابلی مشق ہے: ایسے الفاظ جوڑوں اور جملوں میں رکھ کر لکھوائے جائیں تاکہ صحیح حرف کی پہچان معنی سے جڑ جائے۔ چوتھی مشق الفاظ کے خاندانوں کی مشق ہے: ایک اصل لفظ سے مشتق الفاظ بنا کر لکھنا۔

پانچویں مشق غلطی تلاش کرنے کی ہے: تیار شدہ پیراگراف میں جان بوجھ کر ڈالی گئی املا کی غلطیاں طلبہ سے ڈھونڈوانا اور درست کروانا؛ کھیل کی صورت میں یہ مشق خاصی محبوب ہوتی ہے۔ چھٹی مشق ذاتی املا نوٹ بک ہے: ہر طالب علم اپنی غلطیوں کے الفاظ الگ کاپی میں تاریخ کے ساتھ درج کرے اور ہفتہ وار دہرائے؛ املا کی بہتری کا سب سے عملی نظام یہی شخصی ریکارڈ ہے۔ ساتویں مشق مسلسل مطالعہ ہے: روزانہ کا کچھ سادہ و معیاری متن پڑھنے سے الفاظ کی صورتیں خود ذہن میں بیٹھتی جاتی ہیں، اس لیے املا کا علاج کتابوں سے دوستی میں بھی چھپا ہے۔ آٹھویں احتیاط یہ ہے کہ املا کی جانچ میں صرف نمبر کاٹنے پر اکتفا نہ ہو؛ غلطی کی وجہ بتانا—ہم آواز حرف، ہمزہ، غنہ—طالب علم کو قاعدے کی طرف لے جاتا ہے۔ انہی مشقوں کی باقاعدگی سے املا کی غلطیاں گھٹتی گھٹتی کم ترین سطح پر آ جاتی ہیں۔

خلاصہ

خلاصہ یہ کہ تحریر اور املا کی تدریس کے اصول واضح ہیں: تدریج اختیار کی جائے، تحریر کو مسودہ و نظر ثانی کا مرحلہ وار عمل سمجھا جائے، نمونے اور رہنمائی دی جائے، خیال کو اس کی جگہ اور شکل کو اس کی جگہ دی جائے، مقصد و قاری واضح ہوں اور اصلاح مخصوص، بروقت اور حوصلہ افزا ہو۔ املا کو رٹے کے بجائے حرف شناسی، لفظ کے خاندان، معنی اور کثرتِ مطالعہ سے جوڑا جائے اور غلطیوں کی درجہ بندی کر کے مشق کا منصوبہ بنایا جائے۔ خوش خطی و نقل سے لے کر خاکہ سازی، آزاد تحریر، ہم جماعت جائزے اور اشاعت تک کی تحریری مشقیں، اور دیکھ کر لکھنے سے لے کر ذاتی املا نوٹ بک تک کی املا مشقیں، یہی وہ عملی نظام ہے جو طالب علم کو صاف، درست اور پُر اثر لکھنے والا بناتا ہے۔ استاد کی کامیابی اس میں نہیں کہ اس نے غلطیاں گن لیں بلکہ اس میں ہے کہ طالب علم کی اگلی تحریر پچھلی سے بہتر ہو۔

سوال نمبر4: نثری اور منظوم اسباق کی تدریس کے طریقے اور مفہوم، زبان اور ادبی ذوق کی وضاحت کریں۔ (20نمبر)

سوال نمبر4: اردو کے نثری اور منظوم اسباق کی تدریس کے طریقوں پر بحث کریں۔ ادبی متن کی تدریس میں مفہوم، زبان اور ادبی ذوق کو واضح کرنے کی اہمیت بیان کریں۔

(20)

تعارف

اردو کے نصاب کا بڑا حصہ ادبی اسباق پر مشتمل ہے، جن کی دو بڑی صورتیں نثر اور نظم ہیں۔ نثر میں کہانی، مضمون، سوانح، سفر نامہ، ڈراما، مکاتیب اور انشائیہ شامل ہیں، جبکہ نظم میں حمد، نعت، غزل، نظم، قصیدہ، مرثیہ اور گیت آتے ہیں۔ ان دونوں اصناف کی فطرت ایک دوسرے سے مختلف ہے: نثر میں خیال نسبتاً کھلے اور براہِ راست انداز میں آگے بڑھتا ہے، جبکہ نظم میں شاعر مجاز، علامت، عروضی آہنگ اور اختصار سے کام لیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نثری سبق کو جس طریقے سے پڑھایا جائے، منظوم سبق کی تدریس اس سے مختلف ہوتی ہے۔ ایک ہی سانچے میں دونوں کو ڈھالنا نہ نثر کے ساتھ انصاف ہے نہ نظم کے ساتھ۔

اس سوال کے پہلے حصے میں نثری اسباق کی تدریس کے طریقوں پر بحث کی جائے گی: سبق خوانی، مشکل الفاظ، سوال و جواب، واقعات کا تجزیہ، کردار نگاری اور اطلاقی سرگرمیاں۔ پھر منظوم اسباق کے طریقے بیان ہوں گے: ترنم سے خوانی، لفظی و بامحاورہ مفہوم، تشریح، شعری وسائل کی نشاندہی اور موازنہ۔ دوسرے حصے میں ادبی متن کی تدریس کے تین بنیادی مقاصد — مفہوم کی وضاحت، زبان کی وضاحت اور ادبی ذوق کی تربیت — کی اہمیت بیان کی جائے گی۔ اس بحث کا مرکزی نکتہ یہ ہے کہ ادب کی تدریس میں امتحانی شرح بذاتِ خود منزل نہیں؛ اصل منزل یہ ہے کہ طالب علم متن کو سمجھے، اس کی زبان سے لطف لے اور زندگی بھر کا قاری بن جائے۔

نثری اسباق کی تدریس کے طریقے

نثری سبق کی تدریس کا آغاز عام طور پر تمہیدی گفتگو سے ہوتا ہے: مصنف کا مختصر تعارف، سبق کے پس منظر اور طلبہ کے تجربے سے ربط۔ پھر استاد نمونہ خوانی کرتا ہے اور طلبہ انفرادی بلند خوانی کرتے ہیں۔ نثر کی تدریس کی پہلی بڑی تکنیک قسط وار یا حصہ وار تدریس ہے، کیونکہ کہانی یا مضمون کو وقفاتی یا فکری اکائیوں میں بانٹ کر پڑھایا جائے تو تسلسل اور فہم دونوں قائم رہتے ہیں۔ ہر حصے کے آخر میں رکنیت والے (وقفے والے) سوالات، مشکل الفاظ کی لغاتی وضاحت اور تیر افریز (اپنے الفاظ میں بیان) کی سرگرمی ہو۔ دوسری تکنیک استفساری طریقہ ہے، جس میں واقعے کے سبب، کردار کے ارادے اور انجام کے بارے میں سوال اٹھائے جاتے ہیں، تاکہ طالب علم محض قاری نہ رہے بلکہ سوچنے والا بنے۔ تیسری تکنیک تجزیاتی طریقہ ہے، جس میں کرداروں کی خصوصیات، ماحول، مرکزی خیال اور مصنف کے اسلوب کو الگ الگ پرکھا جاتا ہے۔

نثری تدریس میں چوتھی تکنیک اطلاقی سرگرمی ہے: کرداروں کی جگہ خط لکھنا، کہانی کا مکالمہ بنا کر پیش کرنا، سبق کا منظر ڈرامائی صورت میں ادا کرنا، یا مضمون کے مسئلے پر بحث کرانا۔ ڈرامے کی تدریس میں کردار نگاری اور آواز کے اتار چڑھاؤ بنیادی ہیں، جبکہ سوانح میں زمانی خط (ٹائم لائن) اور مضمون نویسی والے نثری اسباق میں خاکہ سازی اور دلائل کی ترتیب اہم ہے۔ پانچویں تکنیک کتب خانہ و توسیعی مطالعہ ہے: اسی مصنف کا آسان دوسرا متن یا اسی موضوع کی سادہ تحریر حوالے کے طور پر دینا۔ ایک عام تدریسی غلطی یہ ہے کہ نثری سبق کو صرف مصنف کے تعارف، مشکل الفاظ کے معانی اور آخری سوالات تک محدود کر دیا جائے۔ ایسی تدریس میں سبق ختم ہو جاتا ہے مگر طالب علم کے اندر مصنف کی بات سے کوئی رشتہ قائم نہیں ہوتا۔ اچھا استاد واقعے، کردار اور خیال کو طلبہ کی زندگی سے جوڑتا ہے اور نثر کو معلومات سے آگے بڑھ کر تجربہ بناتا ہے۔

منظوم اسباق کی تدریس کے طریقے

نظم کی تدریس کا پہلا تقاضا اچھا سماع ہے: استاد نظم کو درست وزن، لے اور ترنم کے ساتھ پڑھ کر سنائے یا معیاری ریکارڈنگ سنوائے۔ شاعری بنیادی طور پر کان کی فن پارہ ہے؛ ٹوٹے ہوئے لہجے میں پڑھی گئی نظم اپنا حسن کھو دیتی ہے۔ اس کے بعد اجتماعی ترنم خوانی ہو، پھر چند طلبہ کی انفرادی خوانی۔ دوسرا مرحلہ لفظی مفہوم ہے: مشکل اور غیر مانوس الفاظ، علامات و اشارات اور تاریخی و ثقافتی حوالے واضح کیے جائیں، مگر ہر لفظ کی خشک تشریح کی بجائے شعر کا مجموعی مفہوم پہلے سمجھایا جائے۔ تیسرا مرحلہ تشریح و تجزیہ ہے: مصرعوں کا ربط، مرکزی خیال کی تہیں، شاعر کا موقف اور شعر در شعر پیش رفت۔ نزل کی تدریس میں ہر شعر کو مستقل اکائی سمجھا جائے اور اس کا الگ مفہوم و فضا واضح ہو؛ موضوعاتی نظم میں پوری نظم کی مجموعی ساخت اور بڑھتا ہوا خیال مدنظر رکھا جائے۔

چوتھا مرحلہ شعری وسائل کی نشاندہی ہے، مگر معقول حد کے اندر: تشبیہ، استعارہ، مجاز، کنایہ، تلمیح اور تکرار کو وہیں دکھایا جائے جہاں وہ شعر کے حسن کی کلید ہوں۔ خشک اصطلاحات کی فہرست رٹوانا ذوق کو مار دیتا ہے۔ پانچواں مرحلہ موازنہ و تطبیق ہے: اسی موضوع پر دو شعراء کے اشعار رکھ کر مزاج کا فرق دکھانا، مثلاً اقبال اور فیض کے یہاں خودی و انقلاب کا رنگ۔ چھٹا مرحلہ ذوقی و جذباتی ردعمل ہے: طالب علم بتائے کہ کون سا شعر اسے پسند آیا اور کیوں؛ شاعری میں یہ 'کیوں' ہی ادبی ذوق کی ابتدا ہے۔ ساتواں مرحلہ یاد داشت و انتخاب ہے: چند منتخب اشعار زبانی یاد کر کے مناسب موقع پر سنانا، بزمِ شعر و سخن اور مشاعرے کی صورت میں۔ نظم میں ایک حد فاصل یاد رہے: تشریح ضروری ہے مگر حد سے بڑھ جائے تو شعر کی جادوئی فضا ختم ہو جاتی ہے؛ بعض اشعار سمجھانے کے ساتھ ساتھ محسوس بھی کرانے ہوتے ہیں۔

مفہوم کی وضاحت کی اہمیت

ادبی متن کی تدریس میں پہلی اور بنیادی ذمہ داری مفہوم کی وضاحت ہے۔ مفہوم سے مراد صرف الفاظ کے لغوی معانی نہیں بلکہ متن کا مکمل مطلب ہے: سطحی مفہوم، مرادی مفہوم، پس منظری حوالے اور مصنف یا شاعر کا اصل مدعا۔ اردو ادب کی تحریروں میں دہلی و لکھنؤ کے محاورے، عربی فارسی ترکیبیں، تاریخی تلمیحات اور مذہبی و صوفیانہ اصطلاحات عام ہیں؛ آج کے طالب علم کے لیے یہ فضا اجنبی ہو سکتی ہے۔ اگر مفہوم واضح نہ ہو تو باقی تمام باتیں ہوا میں رہ جاتی ہیں: زبان کی خوبصورتی طالب علم تک پہنچ ہی نہیں

سکتی اور ادبی ذوق اس بنیاد پر کیسے کھڑا ہو جس بات کا مطلب ہی سمجھ نہ آئے۔ مفہوم واضح کرنے کے ذرائع یہ ہیں: سیاق وسباق سے مطلب نکالنا، پہلے پورے بند یا پیراگراف کا عمومی تصور دینا، مشکل ترکیب کو سادہ جملے میں توڑنا، پس منظر کی مختصر اطلاع اور سوالات کے ذریعے مطلب کی جانچ۔

مفہوم کی وضاحت کی اہمیت کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ یہی وضاحت طالب علم کی تنقیدی سمجھ کا دروازہ کھولتی ہے۔ جب وہ کہانی کے ظاہری واقعے کے پیچھے چھپی اخلاقی و سماجی بات پکڑ لیتا ہے تو وہ دوہری سطح پر پڑھنا سیکھتا ہے۔ تیسرا پہلو یہ ہے کہ مفہوم کی وضاحت امتحانی مہارت بھی دیتی ہے: اقتباس کی تشریح، شعر کی تشریح اور خلاصہ نویسی سب اسی فہم کے مظاہر ہیں۔ تاہم مفہوم کی وضاحت میں توازن ضروری ہے: ہر سطر کی تشریح کر کے متن کو ٹکڑوں میں کھا مسئلہ نہ بنا دیا جائے، اور واضح مطلب کی جگہ استاد کی اپنی تعبیر کو واحد سچ کے طور پر نہ ٹھونسا جائے۔ سیاق کے مطابق معتبر مفہوم دینا اور متعدد قابلِ قبول تشریحات کی گنجائش رکھنا صحت مند ادبی تدریس کی علامت ہے۔ جہاں طالب علم کو خود مطلب کی تلاش کا موقع ملے وہ مفہوم دیرپا ثابت ہوتا ہے۔

زبان کی وضاحت اور ادبی ذوق کی تربیت کی اہمیت

مفہوم کے بعد دوسرا مقصد زبان کی وضاحت ہے۔ ادبی متن زبان سیکھنے کا نفیس ترین نمونہ ہے: افضل الفاظ کا انتخاب، جملوں کا تنوع، محاورے و ضرب الامثال کی برجستگی اور اسلوب کی شوخی۔ جب استاد یہ دکھاتا ہے کہ مصنف نے ایک ہی بات کو کس خاص لفظ یا ترکیب سے کہا ہے اور عام لفظ رکھنے سے اثر کیسے کم ہو جاتا، تو طالب علم کی زبان دانی میں خاموشی سے گہرائی آتی ہے۔ زبان کی وضاحت میں لفظ کا صرف معنی نہیں، اس کا محل، رنگ اور مناسبت شامل ہے؛ مثلاً شاعر کا استعارہ کیوں کارگر ہے، نثر نگار کا مختصر جملہ کیوں ضرب المثل بن گیا۔ اسی آگاہی سے طالب علم کی اپنی تحریر میں جاندار الفاظ اور مناسب ترکیبیں آنی شروع ہوتی ہیں۔ زبان کی وضاحت کا براہِ راست تعلق مفہوم سے بھی ہے، کیونکہ اردو میں اکثر مطلب کی کلید اسلوب ہی میں چھپی ہوتی ہے۔

تیسرا اور اعلیٰ مقصد ادبی ذوق کی تربیت ہے۔ ادبی ذوق سے مراد اچھی تحریر کو پہچاننے، اس سے لطف اٹھانے اور برے و اچھے ادب میں فرق کرنے کی داخلی صلاحیت ہے۔ ذوق رٹایا نہیں جاتا؛ یہ اچھے متن سے بار بار واسطے، پسند کی آزادی اور موازنہ سے بنتا ہے۔ ذوق کی اہمیت تین طرح کی ہے: اول، یہ طالب علم کو زندگی بھر کا قاری بناتا ہے اور اس

کے فارغ وقت کو صحت مند سمت دیتا ہے۔ دوم، یہ اس کی اخلاقی و جذباتی تربیت کرتا ہے؛ اچھا ادب ہمدردی، صبر، انصاف اور حسنِ ظن پیدا کرتا ہے۔ سوم، یہ قومی ادبی ورثے کی حفاظت کی ضمانت ہے، کیونکہ جس نسل میں ذوق مر جائے اس کے لیے ادب میوزیم کا سامان رہ جاتا ہے۔ ذوق پیدا کرنے کے ذرائع یہ ہیں: لطف بخش منتخب متن، زبانی یاد اشعار و اقتباسات، بزمِ ادب و مشاعرے، مصنفین کی زندگی کی دلچسپ باتیں اور طالب علم کی پسند کا احترام۔ استاد طالب علم کی ابتدائی پسند کو حقیر نہ جانے بلکہ اسے پُل بنا کر اعلیٰ متن کی طرف لے جائے۔

خلاصہ

خلاصہ یہ کہ نثر اور نظم کی تدریس کے طریقے ان کی فطرت کے مطابق الگ رکھنے چاہئیں: نثر میں حصہ وار خوانی، استفسار، تجزیہ اور اطلاقی سرگرمی، اور نظم میں ترنم خوانی، مجموعی مفہوم، معتدل تشریح، شعری وسائل کی بامقصد نشاندہی اور موازنہ۔ ان دونوں کے پیچھے تین لازمی مقاصد کارفرما ہیں: مفہوم کی وضاحت طالب علم کو متن تک پہنچاتی ہے، زبان کی وضاحت اسے لفظ و اسلوب کی دنیا سے روشناس کراتی ہے، اور ادبی ذوق کی تربیت اسے محض طالب علم سے بڑھا کر زندگی بھر کا قاری اور حساس انسان بناتی ہے۔ اگر تدریس صرف شرح اور سوالات کے جوابات تک سمٹ جائے تو یہ تینوں مقاصد فوت ہو جاتے ہیں اور ادب سب سے خشک مضمون بن جاتا ہے۔ کامیاب استاد وہی ہے جس کی جماعت سے نکل کر طالب علم کہانی اور شعر کو اپنے دل سے جوڑ سکے۔ یہی جوڑ اردو کی تعلیم کا اصل حاصل ہے۔

سوال نمبر 5: تدریسی معاونات، مشقوں اور جائزے کا کردار اور تعلیمی پیش رفت جانچنے کے موزوں طریقے (20 نمبر)

سوال نمبر 5: اردو کی تدریس میں تدریسی معاونات، مشقوں اور جائزے کے کردار کی وضاحت کریں۔ طلبہ کی تعلیمی پیش رفت جانچنے کے لیے موزوں طریقوں پر بحث کریں۔

(20)

تعارف

مؤثر تدریس تین بڑے ستونوں پر کھڑی ہوتی ہے: اچھی پیش کش، مناسب تدریسی معاونات و سرگرمیاں اور مخلصانہ جائزہ۔ استاد زبانی طور پر کتنا ہی اچھا کیوں نہ سمجھائے، اگر طالب علم کی نگاہ، ہاتھ اور مشق شامل نہ ہو تو سیکھنا سطحی رہتا ہے؛ اور اگر یہ معلوم ہی نہ ہو کہ طلبہ نے کس حد تک سیکھا تو تدریس اندھی گلی میں چلتی رہتی ہے۔ تدریسی معاونات سے مراد وہ تمام اشیا، مواد اور ذرائع ہیں جو سبق کو دیکھنے، سننے اور کرنے کے تجربات بناتے ہیں۔ مشقوں سے مراد طالب علم کی وہ منظم سرگرمیاں ہیں جن میں وہ سیکھی ہوئی بات کو خود استعمال کرتا ہے۔ اور جائزے سے مراد سیکھنے کی پیش رفت کو جانچنے، اس کی تشخیص کرنے اور آگے کی تدریس کو اس کی روشنی میں ڈھالنے کا باقاعدہ عمل ہے۔

اس سوال کے پہلے حصے میں ان تینوں عناصر — تدریسی معاونات، مشقیں اور جائزہ — کے کردار کی وضاحت کی جائے گی۔ دوسرے حصے میں طلبہ کی تعلیمی پیش رفت جانچنے کے موزوں طریقوں پر بحث پیش کی جائے گی، جن میں تشخیصی، تکوینی اور اختتامی جائزہ، زبانی و تحریری امتحانات، کارکردگی کی جانچ، مشاہدہ، پوشیدہ ریکارڈ اور پورٹ فولیو شامل ہیں۔ مرکزی نکتہ یہ ہے کہ جائزہ تدریس کا آخری ضمیمہ نہیں بلکہ اس کے قلب میں دھڑکتا ہوا حصہ ہے؛ اچھی جانچ اچھی تدریس کو جنم دیتی ہے اور اچھی تدریس اپنے ساتھ اپنی جانچ لے کر چلتی ہے۔

تدریسی معاونات کا کردار

تدریسی معاونات کا پہلا کردار تصور کو مجسم بنانا ہے۔ زبان جیسے تجریدی مضمون میں بھی الفاظ، محاورے اور مناظر معاونات سے صاف ہو جاتے ہیں: لفظ کی تصویر، واقعے کا خاکہ، جملے کی ساخت کا چارٹ اور شاعر کی تصویر و دور کا نقشہ طالب علم کے ذہن میں ایسی جگہ بناتا ہے جو صرف سماعت سے نہیں بنتی۔ دوسرا کردار دلچسپی و توجہ کی بحالی ہے۔ رنگین چارٹ، کہانی کی تصاویر کا سلسلہ، نظم کی آڈیو ریکارڈنگ اور کرداروں کے ملبوسات و اشیا پیریڈ میں توانائی بھر دیتے ہیں۔ تیسرا کردار مختلف سیکھنے والوں کی مدد ہے: دیکھ کر سیکھنے والا چارٹ سے، سن کر سیکھنے والا آڈیو سے اور کر کے سیکھنے والا مشقی مواد سے مستفید ہوتا ہے؛ یوں ایک ہی سبق کئی دروازوں سے ذہنوں میں داخل ہوتا ہے۔ چوتھا کردار وقت کی بچت ہے: منظم چارٹ اور تیار شدہ فہرست استاد کے تختے پر لکھنے کے طویل وقت کو مفید سرگرمی میں بدل دیتی ہے۔

معاونات کے انتخاب اور استعمال کے بھی اصول ہیں۔ معاونت سبق کے مقصد سے براہِ راست جڑی ہو، ورنہ وہ سجاوٹ بن کر وقت ضائع کرتی ہے؛ سادہ اور واضح ہو تا کہ توجہ مقصد سے ہٹ کر تفصیل میں نہ الجھے؛ تمام طلبہ کو نظر آئے یا سنائی دے؛ اور درست مرحلے پر پیش کی جائے ۔غلط وقت پر دکھایا گیا چارٹ تجسس ختم کر کے سبق کو رسمی بنا دیتا ہے۔ اردو کے لیے معاونات کی فہرست طویل ہے: الفاظ کے تصویری کارڈ، مترادفات و محاورات کے چارٹ، قواعد کے رنگین خاکے، کہانی کے منظر وار خاکے، کتب خانے کی کتابیں، آڈیو نظمیں و مکالمے، ڈرامے کی سادہ اشیا اور جہاں دستیاب ۔وہاں سلائیڈ و ویڈیو۔ یہ بات بھی واضح رہے کہ استاد کی اپنی آواز، لہجہ اور تختے کا منظم استعمال سب سے سستی اور ہمیشہ دستیاب معاونت ہے؛ مہنگا سامان اچھی تدریس کی شرط نہیں، سوچا ہوا استعمال اصل چیز ہے۔

مشقوں کا کردار

مشقیں تدریس کو استاد کی کارکردگی سے بدل کر طالب علم کی مہارت میں تبدیل کرتی ہیں۔ ان کا پہلا کردار پختگی ہے: جو بات ایک بار سنی جائے وہ بھول جاتی ہے، جو بار بار استعمال ہو وہ مہارت بن جاتی ہے۔ املا، خوانی، بول چال اور تحریر میں مشق ہی وہ چیز ہے جو علم کو عادت میں ڈھالتی ہے۔ دوسرا کردار فیڈبیک کا موقع ہے: مشق کے دوران استاد گھوم کر دیکھتا ہے کہ کون کہاں اٹک رہا ہے اور اسی وقت چھوٹی ہدایت دے دیتا ہے؛ یہ بروقت رہنمائی اگلے دن کی اصلاح سے زیادہ قیمتی ہے۔ تیسرا کردار خود اعتمادی ہے: مکمل ہونے والا آسان کام طالب علم کو اگلے مشکل کام کی ہمت دیتا ہے، اس لیے مشقوں کی ترتیب آسان سے مشکل رکھنا نفسیاتی اصول بھی ہے۔ چوتھا کردار جانچ کا خام مال ہے: مشقی کاموں کے نمونے ہی استاد کو بتاتے ہیں کہ طالب علم کہاں کھڑا ہے۔

مشقوں کی صورتوں میں تنوع ضروری ہے: زبانی مشقیں (دہرائی، مکالمہ، خلاصہ بیان)، تحریری مشقیں (جملے، پیراگراف، املا، سوالات)، گروہی مشقیں (مشترکہ تحریر، کردار نگاری، مشترکہ خاکہ) اور گھریلو مشقیں (وسیع مطالعہ، روزنامچہ، انٹرویو)۔ اچھی مشق کی علامتیں یہ ہیں کہ وہ سبق کے مقصد سے جڑی ہو، ہر طالب علم مکمل کر سکے مگر تیز طالب علم کے لیے اس میں گنجائش بھی ہو، اس کا وقت متعین ہو اور اختتام پر اس کا جائزہ یا اعتراف ضرور ہو؛ جس مشق کا کبھی ذکر ہی نہ ہو طلبہ اسے سنجیدہ نہیں لیتے۔ استاد کو

بے مقصد مصروف رکھنے والی مشقوں سے بچنا چاہیے، جنہیں تعلیمی حلقوں میں مصروفیت کا کام کہا جاتا ہے۔ ہر مشق کا ایک واضح سبھی جواب ہونا چاہیے: یہ کام اس لیے کرایا جا رہا ہے کہ طالب علم فلاں مہارت میں آگے بڑھے۔

جدول 2: تعلیمی پیش رفت جانچنے کے طریقے اور ان کے استعمال

طریقۂ جائزہ	کیسے کیا جاتا ہے	کن مہارتوں کے لیے موزوں
زبانی جانچ	سوالات، بلند خوانی، کہانی سنانا، محصر تحریر	سننا، بولنا، تلفظ، فہم
تحریری جانچ	مختصر سوالات، املا، پیراگراف، مضمون، خط	لکھنا، املا، فہم، تحریری اظہار
کارکردگی کی جانچ	کردار نگاری، مکالمہ، پیش کش، ڈراما	بیان، روانی، اعتماد، اطلاق
مشاہدہ	جماعتی سرگرمیوں کے دوران چیک لسٹ پر نوٹ	شرکت، رویہ، سماجی و زبانی مہارتیں
پورٹ فولیو	طالب علم کی بہترین تحریروں و کاموں کا مجموعہ	مجموعی پیش رفت، تحریر کی نشوونما
خود و ہم جماعت جائزہ	طے شدہ معیار پر اپنے یا ساتھی کے کام کی پرکھ	نظر ثانی کی عادت، تنقیدی سمجھ

جائزے کا کردار اور اس کی اقسام

جائزہ یا قدر پیمائی کا پہلا کردار تشخیص ہے: سبق یا سیشن کے شروع میں ہونے والی تشخیصی جانچ بتاتی ہے کہ طلبہ پہلے سے کس سطح پر ہیں اور سبق کہاں سے شروع کیا جائے۔

دوسرا کردار تدریس کے دوران رہنمائی ہے، جسے تکوینی جائزہ کہتے ہیں؛ پیریڈ کے درمیان زبانی سوالات، مختصر کوئز، مشقی کاپیوں کا جائزہ اور مشاہدہ استاد کو اسی وقت بتا دیتا ہے

کہ وضاحت دوبارہ کرنی ہے یا آگے بڑھا جا سکتا ہے۔ تیسرا کردار اختتامی فیصلہ ہے، یعنی اختتامی جائزہ جو یونٹ، سہ ماہی یا سال کے آخر میں درجہ و نتیجے کے لیے ہوتا ہے۔ چوتھا کردار ذمہ داری و احتساب ہے؛ جائزے کے نتائج استاد کو اپنے طریقے پر غور کرنے، سکول کو نصابی کمزوریوں کو دیکھنے اور والدین کو بچے کی حالت بتانے کا ثبوت فراہم کرتے ہیں۔ پانچواں کردار ترغیب ہے: انصاف مندانہ اور مسلسل جائزہ طالب علم کو بتاتا ہے کہ اس کی محنت دیکھی جا رہی ہے۔

یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ جائزہ اگر صرف رٹے کی یاد دہانی ناپے تو تدریس بھی رٹے ہی کی طرف سمٹ جاتی ہے؛ اگر جائزہ فہم، استعمال، تخلیق اور اظہار کو ناپے تو جماعت کا رخ خود ان کی طرف موڑ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اچھا جائزہ تیار کرنا اتنا ہی پیشہ ورانہ کام ہے جتنا اچھا سبق تیار کرنا۔ جائزے کے معیار کی شرائط یہ ہیں: وہ مقصد سے مطابقت رکھتا ہو (جو پڑھایا اسی کی جانچ)، ہر طالب علم کے لیے منصفانہ و قابلِ فہم ہو، اس کے نتائج وقت پر اور قابلِ عمل انداز میں واپس ملیں اور مشکل کا درجہ طبقات کا خیال رکھے، یعنی آسان، درمیانہ اور مشکل سوالات سب شامل ہوں۔ ایسا جائزہ نہ طالب علم کو دشمن لگتا ہے اور نہ استاد کو بے مقصد بوجھ۔

تعلیمی پیش رفت جانچنے کے موزوں طریقے

پیش رفت جانچنے کے موزوں طریقے وہی ہیں جو مہارت کی فطرت سے میل کھائیں۔ سننے کی مہارت کی جانچ کے لیے استاد پڑھ کر یا سنا کر سوالات کرے، ہدایات پر عمل پرکھے اور سنے گئے مواد کا خلاصہ بلوائے۔ بولنے کی جانچ کے لیے تصویری بیان، مختصر تقریر، مکالمہ اور انٹرویو جیسی سرگرمیوں کو سادہ سے معیار (روانی، درستگی، الفاظ، اعتماد) پر نمبر یا درجہ دے۔ پڑھنے کی جانچ میں بلند خوانی کا مشاہدہ اور خاموش مطالعے کے بعد فہم کے کثیر سطحی سوالات شامل ہوں۔ لکھنے کی جانچ میں پیراگراف، مضمون، خط اور خلاصہ جیسی اصل تحریریں، معیاری کلید (روبروک) کے ساتھ پرکھی جائیں، جس میں مواد، تنظیم، زبان و املا اور اوقاف کے الگ الگ نمبر ہوں۔ اس طرح کی معیاری پرکھ طالب علم کو صاف بتاتی ہے کہ اس کا نمبر کہاں کٹا اور آئندہ کیا بہتر کرے۔

تحریری امتحانوں کے ساتھ ساتھ عملی ذرائع بھی ناگزیر ہیں۔ پورٹ فولیو، یعنی پورے سیشن میں طالب علم کی منتخب تحریروں، خوانی کے ریکارڈ اور اصلاح شدہ کاموں کا فولڈر، پیش رفت کی سب سے سچی تصویر دیتا ہے، کیونکہ اس میں گزرا ہوا اور موجودہ کام سامنے سامنے ہو جاتا ہے۔ استاد کا پوشیدہ ریکارڈ (اینیکڈوٹل ریکارڈ) اور سادہ چیک لسٹیں

رویوں اور مہارتوں کی وہ پیش رفت محفوظ کرتی ہیں جو امتحان میں ظاہر نہیں ہوتی۔ خود جائزہ اور ہم جماعت جائزہ طلبہ کو معیار کی سمجھ اور اپنی غلطی پہچاننے کی عادت دیتے ہیں۔

موزوں طریقوں کے انتخاب کا قاعدہ یہ ہے کہ کوئی ایک طریقہ کافی نہیں؛ کم از کم تین آوازیں سننی چاہئیں — استاد کی جانچ، طالب علم کا اپنا کام اور وقت کے ساتھ اس کی دستاویزی پیش رفت۔ یہ تکون فیصلے کو انصاف اور اعتماد عطا کرتی ہے۔

خلاصہ

خلاصہ یہ کہ تدریسی معاونات، مشقیں اور جائزہ اردو کی تدریس کے تین فعال ستون ہیں۔ معاونات سبق کو محسوس، دلچسپ اور مختلف سیکھنے والوں کے لیے قابلِ رسائی بناتی ہیں؛ مشقیں طالب علم کو سننے والے سے استعمال کرنے والا بناتی ہیں اور علم کو مہارت میں بدلتی ہیں؛ اور جائزہ پوری تدریس کو سمت، ثبوت اور اصلاح کا نظام فراہم کرتا ہے۔ پیش رفت جانچنے کے موزوں طریقے بھی یک رنگے نہیں: زبانی و تحریری جانچ، کارکردگی کی جانچ، مشاہدہ، پورٹ فولیو اور خود و ہم جماعت جائزہ کو مہارت کے مطابق ملا کر استعمال کیا جائے تو ہر طالب علم کی صحیح تصویر سامنے آتی ہے۔ جس جماعت میں یہ تینوں ستون مضبوط ہوں وہاں تدریس دعوے کے بجائے عمل پر چلتی ہے اور طلبہ کی بہتری صرف محسوس نہیں ہوتی بلکہ دکھائی بھی دیتی ہے۔ یہی دکھائی دینے والی پیش رفت استاد، طالب علم اور والدین تینوں کے اعتماد کی اصل بنیاد ہے۔